نامور مسلمان شعراءاردو کی سوانح کا تاریخی مطالعہ

A Historical Study of the Biographies of Famous Muslim Urdu Poets

Fouzia Bibi
M.Phil Scholar Urdu (ISP) Multan
Email: Fozia951@g mail.com
Aneela Bibi
Urdu M. Phil Scholar Ghazi University, Dear Ghazi Khan
Dr. Naeem Anwer
Assistant Professor, Arabic & Islamic Studies Department
GC University Lahore

Abstract

Urdu have big reserve of intellectual especially in poetic form and this article is an analytical study about the Urdu poets of twentieth of the century which are in the large numbers. This study explores the remarkable and major poets due to their poetical work in 20th century which made them evergreen in history. Among these Josh, Hafeez, Rashid, Majeed Amjad, Akhtar Sherani, Meera Gee, Faiz Ahmad Faiz, Nasir Kazmi, Ahmad Nadeem Qasmi and many others are considered the most well-known in this century. They tried to construct Urdu poetry with new Ideas and flourished in the society. This paper is a study to analyze the biographies and work of the famous poets with the sample of their poetry how they worked for the promotion of Urdu poetry and earned name in this ocean.

Keywords: Urdu, Poets, Biography, Famous, Twentieth, Century

یہ مضمون بنیادی طور پر بیسویں صدی کے اردو شعرا کی زندگیوں اور ان کے کلام کا مختصر تجزیاتی مطالعہ ہے جس میں ان چند مشہور اور متحرک ناموں کو زیر بحث لایا گیا ہے جو نبض شناس تھے اور معاشرے کو حالت وواقعات کی روشنی میں بیان کر رہے تھے ان شعراء کی تخلیقی خدمات اور محنت کے نتیجے اردو زبان وادب اپنی موثر بنیادوں کو آگے بڑھاتا رہا ہے۔ زیر نظر مطالعہ طلبہ کی تحقیقی و تخلیقی سرگرمیوں میں معاون ہو کستا ہے۔اور ان شعراء کے کلام سے معاشرتی اثرات کو جانچا جاسکتا ہے کہ کس طرح انہوں معاشرتی معاملات کو اپنی شاعری کا موضوع نایا۔

حفیظ جالندھری

حفیظ کا شمار بیسویں صدی کے نامور مسلم شعراء میں ہوتا ہے۔ بچپن سے ہی شاعری کا ذوق رکھنے والا تھا۔ پورا نام محمد حفیظ تھا اور اپنا تخلص بھی حفیظ تھا جبکہ ابوالاثر کنیت ہے۔ابتدائی تعلیم جالندھر سے حاصل کی اور اسی نسبت سے جالندھری بھی مشہور تھے۔ تعلیم کا یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکتے۔انہوں نے پہلی غزل گیارہ سال کی عمر میں لکھی۔

خواب میں دلدار کی تصویر ہم نے دیکھ لی رات کو جاگتی ہوئی تقدیر ہم نے کر دیکھ لی

حفیظ نے ۱۹۳۱ء میں جالندھر سے رسالہ "اعجاز" نکالا۔ جب وہ لاہور آئے تو مولانا تاجور نجیب آبادی اور عبد المجید سالک کے حلقے میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے اپنے اس دور کی محفلوں کا احوال اپنی کتاب "سوز و ساز" کے دیباچے میں لکھا ہے۔ ان کی ابتدائی غزلوں میں داغ و مومن کا رنگ ہے۔ انہوں نے مولانا غلام قادر گرامی سے باقاعدہ اصلاح لی، جنہوں نے انہیں سہل ممتنع کی طرف مائل کیا۔ فکر سے زیادہ موسیقیت اور ترنم ان کی شاعری کی روح ہے۔ ان کی شاعری میں فطرت کا حسن، مچلتی جوانی کا البیلا پن شباب کی رعنائی اور جذبات کی فراوانی بھی ہے۔ ان کی شاعری پر حالی اور اقبال کا بھی گہرا اثر ہے۔ ان کے "شاہنامہ اسلام کی بحر اقبال کی نظم "طلوع اسلام" والی بحر ہے۔ "شاہنامہ اسلام" کا کینوس بہت وسیع ہے مگر فکر و تخیل کی جولانی نظر نہیں آتی۔ واقعات کو منظوم کرنے پر زیادہ توجہ دی ہے۔ انہوں نے شاہنامہ اسلام "ستائیس سال کی عمر میں ۱۹۲۷ء میں لکھنا شروع کیا، جس کی پہلی جلد ۱۸ء میں شائع ہوئی۔ وہ پاکستان کے قومی ترانے کے خالق بھی ہیں۔ شعری مجموعے نغمہ زار۔ سوز و ساز۔ کتاب شیریں۔ شاہنامہ اسلام جلد اول دوم سوم چہارم قابل ذکر ہیں۔

جوش ملیح آبادی

جوش 1898 میں پیدا ہوا۔ ان کا پہلا اور اصل نام شیر احمد خان ہے جو بعد میں (۱۹۰۱ء) تبدیل کر کے شبیر حسن خان رکھا گیا۔ وہ نسلاً پٹھان تھے اور ان کے آباء و اجداد کا تعلق آفریدی علی خیل قبیلے سے تھا جو کابل سے ہندوستان آیا ۔ جوش کے پردادا نواب فقیر مر گویا صاحب دیوان شاعر تھے اور تاریخ کے شاگرد تھے۔ اس لحاظ سے احساس انا اور شاعری جوش کو ورثے میں ملے۔ جوش، اقبال کے بعد کی نسل کے شاعر ہیں۔ سرمایہ و محنت کی کشمکش، جاگیر دارانہ معاشرے کا طبقاتی تضاد 'زہد و ورع کے لبادے میں عوام الناس کی عقیدت کا استحصال روشن اور امید افزا صبح کی آمد کا مژدہ جوش کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔ اس نے ہر اس چیز کو ہدف بنایا ہے جو فرد کی فکری و مذہبی آزادی اور احساس انا کے خلاف ہے ۔ حسن و محبت کے موضوعات بھی اس کی شاعری میں موجود ہیں ۔ اس لحاظے وہ رومان و انقلاب کا شاعر ہے ۔ معاشرے کی مروجہ اقدار سے بغاوت جوش کا مخصوص رویہ تھا۔ اس لئے اس کی شاعری میں معاشرتی، سیاسی اور مذہبی جبر کے خلاف ایک واضح اعلان جنگ ملتا ہے، جس کی وجہ سے ان کی شاعری میں خطابت اور بلند آہنگی در آئی۔ جوش نے ابتداء میں غزل بھی کی مگر بعد میں انہوں نے اس کے خلاف ایک محاذ بنالیا اور نظم کو اپنا وسیلہ اظہار بنایا۔ وہ جس طرح زندگی میں آزادہ رو تھے۔ ان کی شاعری بھی اسی طرح جذبے اور فکر کی حریت کی شاعری ہے۔ ان کی شاعری لفظوں کا ایک تند و تیز ریلا ہے۔ الفاظ کے صحیح تلفظ اور حروف و الفاظ کی اصوات کے زیر و بم سے آشنا ہونے کے لئے ان کے کلام کا مطالعہ نہایت

اہم ہے۔ انکی اہم تصانیف میں روح ادب۔ شاعر کی راتیں۔ شعلہ و شبنم۔ نقش و نگار۔ فکر و نشاط۔ جنون و حکمت۔ حرف و حکایات آیات ونغمات۔ عرش وفرش۔ رامش ورنگ۔ سیف و سبو۔ سنبل و سلاسل۔ سرود وخروش۔ سموم وصبا۔ طلوع فکر۔ الہام وافکار۔ موجد ومتفکر قابل ذکر ہیں۔

ن م راشد

نذر محمد نام، راشد **مخلص**۔ لاہور میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے معاشیات میں ایم۔اے کیا۔ تقسیم سے پہلے اور بعد میں ریڈیو سے وابستہ رہے اور پھر یونیسکو کے ادارے میں ملازمت کرلی۔ راشد عصر حاضر کے ان شعراء میں سے ہیں جنہوں نے اردو کی روایتی شاعری سے یکسر بغاوت کر کے ہیت کے نئے تجربے کئے۔ راشد اور میر اجی اردو شاعری میں بغاوت کی علامت ہیں۔ ان دونوں نے اردو شاعری کو علامتی انداز سے روشناس کراتے ہوئے اشاریت اور رمزیت کو اپنا معیار بنایا۔ راشد کو ترقی پسند تحریک کے شعراء میں شامل نہیں کیا گیا مگر حقیقت میں اس کی شاعری برصغیر پاک وہند کے مخصوص سیاسی و سماجی تناظر کی پیداوار ہے۔ اس نے کسی نظریے سے وابستگی کا اظہار کیئے بغیر اپنے احساسات اور روز عمل کو نئی نظم میں پیش کیا ہے۔ "ماوراء" اور "ایران میں اجنبی" دونوں مجموعوں کا اس عہد کے منظرنامے میں مطالعہ کیا جائے تو راشد کی شاعری کا سیاسی اور سماجی پس منظر اور اس کے رویے سمجھنے میں کافی مدد ملے گی مگر بدقسمتی سے ہمارے نقادوں نے ہر شاعر پر لیبل چسپاں کر دیئے ہیں اور قاری ابھی تک انہی کے زاویۂ نظر سے ان شاعروں کو دیکھ رہا ہے۔ راشد نے آج کے عہد کے انسان کی داخلی شکست وریخت کو بھی موضوع بنایا ہے۔ اس نے انسان کے زوال کا سبب روایت کے جبر کو قرار دیا ہے۔ آج کا معاشرہ جس طور بے اقداری کا شکار ہوا اور انسان اس نجر معاشرے میں تنہائی جیسے دکھ میں مبتلا ہوا، یہ سب ن۔م۔ راشد کی شاعری کا موضوع ہے۔ اس نے فرد کے آشوب کے حوالے سے عہد حاضر کے انسانوں کے کرب کو نئی علامتوں اور تاریخ و مذہب کی اساطیر کے حوالے سے بخوبی بیان کیا ہے۔ ترقی پسند ادیبوں کی طرح اس کی شاعری ماحول اور معروض کا پابند تھیں۔ وہ صرف جدید شاعری نہیں بلکہ جدیدیت کے فلسفے کا علمبردار بھی ہے۔ اس کی شاعری کا مغرب کی نئی علامتی شاعری سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ راشد اپنی داخلی واردات، تجربات رویے اور طرز احساس غرضیکہ اظہار کے سانچوں ہیئت اور اسالیب کے اعتبار سے نئی شاعری کا رجحان ساز شاعر ہے۔ شعری مجموعے: ماوراء۔ ایران میں اجنبی۔ لا=انسان۔ گمان کا ممکن

اختر شیرانی

محمد داؤد خاں نام اختر تخلص اور اختر شیرانی کے نام سے معروف ہوئے۔ ان کے والد حافظ محمود شیرانی بلند پایہ محقق ہیں مگر اختر شیرانی کی زندگی شاہد و شہاب سے عبارت ہے۔ ان کی زندگی اور شاعری میں کوئی فاصلہ نہیں۔ دونوں ایک دوسرے کی آئینہ دار ہیں۔ انہوں نے محبت کے واقعاتی تجربے کو نہایت سرمستی اور کیف سے بیان کیا ہے۔ عابد علی عابد کے خیال میں پہلی مرتبہ محبت ماورائیت کے دائرے سے نکل کر حقیقت اور فطرت کے قریب آئی۔ عابد اسے صحت مندرویہ کہتا ہے مگر حقیقت میں اختر شیرانی کی شاعری خالص رومان و محبت کی شاعری ہے، جس میں حزن و یاس کی بجائے وصل کا نشاط موجود ہے۔ اس دور میں لاہور کی ادبی فضاء پر رومان و محبت کے موضوعات چھائے ہوئے تھے۔ غزل میں بھی احیائے غزل کے حوالے سے حسن و عشق کے موضوعات نشاط انگیز انداز میں بیان کئے جارہے تھے۔ یہ جذب و کیف اور سرور و نشاط اختر شیرانی کی شاعری کا جوہر ہے۔ ڈاکٹر محمد صادق نے یہ درست کہا ہے کہ اختر شیرانی کی شہرت حسن و عشق اور شباب کے شاعر کی ہے، تاہم اس کی شاعری میں ایسی منظومات بھی موجود ہیں، جن میں اس عہد کے ہندوستان کی سیاسی و سماجی صورت حال کو موضوع بنایا گیا ہے۔

فساد زدہ ہندوستان طوفان کی آمد"، "کیا گزری، عشق اک مزدور کی زندگی۔ آزادی اور شعر، کسان، و جھونپڑی کا دیا اندھی لڑکی"

فیض احمد فیض

فیض 1911 میں پیدا ہوئے اور 1986 میں انتقال ہوا۔ فیض اور اقبال میں کئی باتیں مشترک ہیں۔ دونوں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ میر حسن کے شاگرد تھے اور مرے کالج سیالکوٹ میں پڑھتے رہے۔ فیض نے 1931ء میں اقبال پر نظم بھی لکھی۔ اقبال کے عہد میں اشتراکی انقلاب برپا ہو چکا تھا۔ سرمایہ و محنت کی کشمکش سے متعلق "خضر راہ" اور دوسری منظومات براہ راست اس انقلاب کا نتیجہ ہیں۔ جبکہ فیض نے اشتراکی انقلاب کے نظریے کو معروضی انداز میں دیکھا اور اس کے انقلابی تصورات مزدور، محنت، آزادی، سامراج کے خلاف جدوجہد انسان دوستی کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ فیض ترقی پسند تحریک سے وابستہ رہے جس کے سبب انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں، مگر نہوں نے سامراجیت اور آمریت سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ فن کے اعتبار سے فیض کی شاعری ترقی پسند شعراء میں سب سے زیادہ فن و جمال کا اعلی عیار پیش کرتی ہے۔ نظریے کی شاعری ہونے کے باوجود اس میں لطافت ہے۔ حسن ہے، پیام، مقصد سماجی شعور، تخلیقی فکر و جذبہ، نظریہ اور فن کا حسین امتزاج ہے۔ فیض نے اردو کے مروج شعری اسالیب میں نہایت فنکاری

کے ساتھ معنوی توسیع کی ہے۔اس نے غالب اور اقبال کے شعری اسالیب کو اپنے عہد کے طرز احساس اور فکری رویوں کے ابلاغ کے لئے نہایت عمد گی کے ساتھ برتا ہے۔یوں فیض روایت اور جدت کا

استعارہ بن گیا ہے۔فیض نے عربی،فارسی اردو اور انگریزی ادب کی روایت سے صحتمند اثرات قبول گئے۔اس نے نظم اور غزل دونوں میں کئی جہتوں سے توسیع کی ہے۔اس کی شاعری کا لب ولہجہ اور آہنگ نیا اور توانا ہے۔اس کی شاعری جہد حیات اور گرمی حیات کی شاعری ہے۔وہ قاری میں امید و نشاط ولولہ اور جوش کو ایک ساتھ بیدار کرتی ہے۔ شعری مجموعے:۔ نقش فریادی۔ دست صبا۔ زندان نامہ۔ دست تہہ سنگ۔ سر دادی سینا۔شام شہریاراں۔ مرے دل مرے مسافر۔کلیات۔نسخہ ہائے وفا۔

میراجی

میراجی 1913 میں پیدا ہوئے اور 1994 میں دار فانی سے کوچ کر گئے۔ان کا نام محمد شاء اللہ ڈار ہے، میراجی قلمی نام ہے۔اس نام سے مشہور ہوئے۔حلقہ ارباب ذوق نے جس شاعری کے در وا کے میراجی اس کا ایک اہم رکن تھا۔ اردو کے علامت نگار شاعروں میں میراجی بہت ممتاز ہیں۔انہوں نے مغربی ادب سے اثر قبول کرتے ہوئے اس انداز کی علامتی شاعری تخلیق کی۔ان کی شخصیت بہت سی نفسیاتی الجھنوں کا شکار تھی۔انہوں نے ان الجھنوں کو نئی علامتوں کے توسط سے اپنی شاعری میں پیش کیا۔اس کے تجربات،واردات اور احساسات میں بے حد پیچیدگی اور الجھاؤ ہے۔جس کی وجہ سے اس کی شاعری پر ابہام کا شائبہ گزرتا ہے۔ میراجی ایسے شاعر کا مطالعہ کرنے کے لئے قاری کا نفسیات اور تخلیقی عمل میں لا شعوری محرکات سے بھی آگاہ ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ شاعری اظہار کے روایتی سانچوں میں ڈھلی ہوئی نہیں ہے بلکہ ابہام کی دھند میں ملفوف ہے اور تہہ در تہہ معانی کی حامل ہے۔ان کے ہاں اندھیرا اجالا بادل،لباس،ٹیلہ اور آبشار ایسے الفاظ علامت کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ان کا تخیل ہندوستان کی دیومالا کی پیداوار ہے۔ڈاکٹر صادق کے لفظوں میں وہ پہلا اردو شاعر ہے جس نے روایتی شعری ڈکشن سے ناطہ توڑا۔یہ بات درست نہیں کہ اس نے فرانسیسی علامت نگاروں کی تقلید کی ہے،ابتہ ابہام کی صفت میراجی اور فرانسیسی علامت نگاروں کے ہاں قدر مشترک کے طور پر موجود ہے اس نے اللموں کے علاوہ غزلیں اور گیت بھی لکھے۔اس کے گیتوں میں ہندی الفاظ کی بھرمار ہے بے عملی اور جنسی گھٹن اس کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔ڈاکٹر سید عبداللہ نے کہا ہے کہ وہ اقبال کے رد عمل کا شاعر ہے اس لئے اسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔شعری مجموعے:۔میراجی کے گیت۔میراجی کی نظمیں۔گیت ہی گیت۔ تین رنگ۔پابند نظمیں۔اس نظم میں عہد حاضر کے شعراء کی نظموں کے تجزیاتی مطالے۔مشرق و مغرب کے نغمے تنقید و ترانم شاعری.

مجید امجد

مجید امجد 1914 میں پیدا ہوئے اور 1973 میں وفات پائی۔ جھنگ میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ محکمہ خوراک میں ملازم تھے۔ وہ نئی نظم کا ایک اہم نام ہیں۔ میراجی، راشد اور مجید امجد تینوں جدید اردو نظم کے ممتاز شاعر ہیں، تاہم مجید امجد کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی شاعری کی مغربی ادب کے مطالعے کی بازگشت نہیں بلکہ اس میں اپنے وطن، دھرتی ماحول اور فطرت کا بغور اور عمیق مشاہدہ شامل ہے۔ اس کے تجربات اور مشاہدات ایک حساس انسان کے ذاتی تجربات ہیں۔ اس کی واردات شعری خالص فطری اور حقیقی ہے۔ اس کے شعر کی فضا اپنی دھرتی ماحول اور معاشرے کی ہے جس میں پائے جانے والے کردار بھی عام ہیں۔ اس طرح اس کا دکھ، کرب اور آشوب محض تخیلی نہیں بلکہ اس نے اپنے وسیب کے انسان کے حقیقی کرب کو محسوس کیا اور تخلیقی اظہار کے سانچے میں ڈھال دیا۔ اس کی شاعری میں انسان اپنی تمام محبتوں، نفرتوں، دکھوں، خوشیوں، امید و ناامیدی سچائیوں اور منافقتوں کے ساتھ بچے اور کھرے انداز میں موجود ہے۔ وہ آج کے عہد کے انسان کی وعید اور پر آشوب صور ہے مال کو خوبصورت کلیقی انداز میں بیان کرتا ہے۔ اس کی عظمہ وت اور انکسار کے نئے تجربوں کی آئینہ دار ہے۔ اس کی نظم میں معوقی شہ داری مواد وسنے۔ امام بھی ابلاغ و فریضہ سرانجام دے رہا ہے اور شعربی تان و معہ نہیں بنا۔ اس کے Images واضح اور روشن ہیں۔ بقول راا کٹر انور سدید کے امجد معمولی سے مشاہدے کو غیر معمولی بنانے اور بھی روٹی پکاریوں سے روشنی بھون لینے والے عمد فری شاعر تھے۔ شعری مجموعے: مرے خدا مرے دل۔ شب رفت ۔۔ فات کے بعد۔ گلاب کے پھول۔ چراغ خان جمال - مات ابد۔ مرکب صدا حال ہی میں ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے "کلیات مجید اج" کے نام سے تمام تخلیقات کو تاریخی اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ انہوں نے جھنگ میونسپلٹی کے رسالے عروج کی فائیلوں سے مجید امجد کا غیر مدون کلام بھی یکجا کر دیا ہے۔

احمد ندیم قاسمی

احمد شاہ نام اور ندیم تخلص ہے۔ خاندان کا نسبتی نام قاسمی ہے۔ ۱۹۳۵ء میں بی۔اے کیا اور 1939ء میں محکمہ آبپاشی میں ملازم ہوئے۔ سویرا، نقوش اور روزنامہ امروز کے ایڈیٹر رہے۔ مجلس ترقی ادب کے ڈائریکٹر اور فنون کے مدیر رہے۔ انجمن ترقی پسند مصنفین کے سیکرٹری بھی رہے۔ اس تحریک کے ممتاز افسانہ نگاروں اور شاعروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔۔ ندیم نے عصر حاضر کے تجربات کو شدت سے اور والہانہ انداز میں محسوس کیا ہے۔ وہ مزاج کے اعتبار سے کلاسیکی ہیں۔ انہوں نے نئی مسیت کو بھی بے باکانہ انداز میں اپنی شاعری میں سمویا ہے۔ ان کا قلم ثقافتی اور تہذیبی قدروں کی نمائندگی کرتا ہے۔ وہ عظمت آدم کے قائل ہیں۔ انہوں نے ترقی پسند تحریک کے اپنی موضوعات کو نہایتفنکارانہ انداز

میں پیش کیا ہے۔ان کے لہجے میں تلخی اور کڑواہٹ نہیں بلکہ مہذب شائستگی اور نرمی ہے۔وہ توانا لہجے کے شاعر ہیں۔ان کی شاعری میں زندگی کا جلال و جمال ہے۔وہ امید، حسن اور رجائیت کے شاعر ہیں۔ان کے ہاں شب فرقت تاریک نہیں کیونکہ محبوب کی یاد کا چاند اسے منور کر دیتا ہے۔ان کی شخصیت اور شاعری میں انفرادیت ہے۔اس لئے عہد حاضر کی شاعری میں جو آوازوں کا بھنور بن گئی ہے احمد ندیم قاسمی کی آواز واضح طور پر پہچانی جاسکتی ہے۔صداقت استقامت اور بے باکی ان کی شخصیت کے عناصر ترکیبی ہیں اور یہی صفات ان کی شاعری میں بھی موجود ہیں۔سیاست اور صحافت سے وابستگی کے باوجود ندیم نے فن کی لطافت کو برقرار رکھا ہے۔بقول وقار احمد رضوی "احمد ندیم قاسمی کے ہاں اقبال، جوش اور اختر شیرانی کا ملا جلا رنگ ہے۔شعری مجموعے دھڑکیں۔رم جھم۔جلال و جمال۔شعلہ گل۔محیط۔دوام۔دشت وفا

ناصر کاظمی

ناصر کاظمی 1925 میں پیدا ہوئے اور 1973 میں ان کا انتقال ہوا۔ناصر کاظمی کا تعلق انبالے کے ایک علمی گھرانے سے تھا۔گھر میں شعر و سخن کا چرچا رہتا تھا۔کم عمری میں شعر کہنے شروع کر دیے اور غزل کو وسیلہ اظہار کے طور پر منتخب کیا۔اس نے جس دور میں غزل کہنی شروع کی وہ نظم کے عروج کا دور تھا۔غزل موضوعات واسالیب دونوں حوالوں سے پامال اور فرسودہ ہو چکی تھی۔ناصر نے نظم کے سیلاب میں بہنے کی بجائے غزل کے ان مخصوص موضوعات اور اسالیب کو بدلا جن کی وجہ سے نزل بدنام ہو چکی تھی۔اس نے نئی نظم کی بجائے نئی غزل کی بات کی اور غزل کو زندگی کے قریب تر کر کے ایسے موضوعات کو بھی بیان کیا جو اس صنف کے لئے تقریباً نئے تھے۔ناصر نے غزل کی روایت سے یکسر ناطہ نہیں توڑا بلکہ میر تقی میر کے شعری تجربے اور روایت کی اپنے زمانے میں دریافت نو کی۔اس صدی میں جو شاعر پیروی میر کے حوالے سے مشہور ہوئے، ناصر ان میں ایک بڑا اور اہم نام ہے۔اس کا بنیادی اور توانا تخلیقی تجربہ محبت اور ہجرت ہے۔ہجرت کا کرب اس نے خود سہا اور اس کے نتیجے میں اسے کئی محبتیں بھی چھوڑنی پڑیں۔اس نے ہجرت کرنے والوں کے بے سروسامان قافلے بھی دیکھے اور پھر ہجرت کے بعد کے صنعتی معاشرے میں اپنی توقعات اور امیدوں کو ٹوٹا ہوا بھی۔اس کی شاعری میں ایک غیر مطمئن شخص کی صورت ابھرتی ہے—یاد رات اداس اور خواب اس کی شعری کائنات کے بڑے بڑے استعارے ہیں۔ہجرت کے حوالے سے سفر بھی اس کی شاعری کا ایک استعارہ ہے جسے اس نے "پہلی بارش کی تجرباتی غزلوں میں برتا ہے۔وہ جدید حیثیت کو غزل کے پرانے سانچوں میں بیان کرتا ہے۔وہ جدید غزل کا ایک انتہائی اہم نام ہے۔شعری مجموعے برگ نے۔دیوان پہلی بارش نشاط خواب زیادہ قابل ذکر ہیں۔

References

1.Dr. Fazal Imam, Shair Akhir-ul-Zaman, Josh Maleehabadi, Ala Press, Delhi, 1982, p: 55
2.Ibid, P.58
3-Ddr. Abdullah, Shora-e-Urdu key Tazkary, Lahore,1998
4-Ameen Khawar, Urdu Shairi Ki Dastan, Lahore ,2013.P.12
5-Farman Fatih Pouri, Urdu Shora k Ttazkary aorr Tazkranigari Karrachi, 1998,P.26
6-Ibid, P.34
7-Dr. Haneef, Shora Urdu K tazmary,B aras, 19889, P.38
8-Yaqoob Amir, Adbi Marky, Delhi, 1991,P.22
9-Urdu Shora Ky Ttazkary,,P.65
10-Ata-uu-Rahman,Teen Tazkary,1998, P, 4.